اور مصیبت ہوتا ہے۔ تعلیم اس غرض سے دی جاتی ہے کہ طالب علم میں یہ
صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے لیے صحیح اور مرغوب مشغلۂ زندگی تلاش کر سکے
اور ایسے مشاغل سے پرہیز کرے۔ جو انسانوں کے درمیان خصومت اور عداوت
پیدا کرتے ہیں۔ نوجوانوں کو خود شناسی حاصل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، کیونکہ
اس کے بغیر نہ سلامتی ممکن ہے نہ مستقل مسرت۔ تعلیم خودداری اور حصول عروج
کی غرض سے نہیں دی جاتی، بلکہ تزکیۂ نفس اور ترک خودی کے لیے۔ صحیح تعلیم
کے بغیر وہم و خیال کو حقیقت کا درجہ دے دیا جاتا ہے، نتیجہ یہ کہ ہر شخص میں
اندرونی خلش اور کش مکش برابر موجود رہتی ہے، اور اسی وجہ سے اس کے تعلقات
دوسروں کے ساتھ، یعنی سوسائٹی کے ساتھ ہمیشہ کدوکاوش کے رہا کرتے ہیں۔
صحیح تعلیم کی ضرورت اس وجہ سے اور بھی محسوس ہوتی ہے کہ صرف خود شناسی
کے ذریعہ، نہ کہ منظّم مذاہب کے فتووں اور رسمیات کی پابندی سے، قلب کو سکون
ہو سکتا ہے۔ تخلیق حق شناسی، یا خدا کا ادراک، اسی وقت ممکن ہے جب "ماو من"
کے قیود سے نجات حاصل ہو۔"

تعلیم کے موضوع پر کرشنا مورتی نے جس انداز و اسلوب سے اپنے
خیالات کو ضبط تحریر کیا ہے، اس کے اقتباسات درج کرنے سے مقدمہ ضرور طویل ہو
گیا ہے۔ مگر جی نے کسی طور سے یہ نہ مانا کہ خود مصنف کی تشریح اور توضیح کے
نمونے ملاحظہ کے لیے پیش نہ کروں۔ کیوں کہ اس سے پڑھنے والوں کو مصنف کے
نقطۂ نظر سے پوری واقفیت ہو جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جو شخص موضوع سے خاص
مناسبت، ذہنیت اور بصیرت رکھتا ہو۔ اُس کے بیان میں قدرتی اثر ہوتا ہے، وہ

کیفیت دوسرے شخص کے بیان میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ تعلیم کی جامع تعریف کرنا ایسا ہی
دشوار ہے جیسے دریا کو کوزے میں بند کرنا۔ تعلیم کے حدود نہایت وسیع ہیں، اور زبانِ
قلم اُس کی وسعت کا اندازہ پوری طور پر ادا کرنے میں ناکامیاب رہتی ہے۔

اس خدمت کو انجام دیتے ہوئے میرا فرض ہے کہ میں جناب احتشام حسین
صاحب ریڈر شعبۂ اردو لکھنؤ یونیورسٹی کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں کہ انھوں نے براہِ
نوازش اس ترجمہ کی شروع میں نظر ثانی کر کے میری ہمت افزائی کی۔ ساتھ ہی اس
کے میں جناب خلیل الرّب صاحب کا، جو سابق میں میری وائس چانسلری کے زمانہ میں
الہ آباد یونیورسٹی میں طالب علم بھی رہے تھے، از حد ممنون ہوں کہ انھوں نے باوجود
سرکاری کام کی زیادتی کے کافی دردسری اٹھا کر خلوصِ محبت اور علمی اعانت سے مجھے
مستفید کیا۔ اس میں ظاہرداری کا مطلق کوئی دخل نہیں ہے، یہ تو صرف احوال واقعی کی
گزارش ہے، میں نہیں جانتا کہ اپنے معزز دوست محمد حمایت الحسن صاحب سابق
پروفیسر کوئنز کالج بنارس کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروں۔ میں تو ان کی شفقت و
عنایت، بندہ نوازی اور جاں فشانی کا از بس مرہون احسان ہوں، جس کا صدق دل سے
اعتراف کرتا ہوں۔ ان سے میری دست بستہ یہی التجا ہے کہ ان جذبات کے اظہار کو وہ
رسم پرستی نہ خیال فرمائیں۔

آخر میں مجھے اپنے قدیم اور کرم فرما ڈاکٹر محمد حفیظ سید صاحب کا تہہ دل سے
شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنھوں نے باوجود اپنی مسلسل علالت اور مصروفیت کے
کتاب کے مسودے پر نظر ثانی کر کے اپنے گراں قدر مشوروں سے مجھے مستفیض فرمایا
اور کتاب کی طباعت و اشاعت میں انتہائی دلچسپی لی۔